Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/255

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.255

Title Juristic deliberation of the Construction by a Grave – A Critical & Analytical Study

Author (s): Dr. Zubair Tayyab, Dr.Muhammad Atif Aslam Rao

Received on: 29 July, 2021

Accepted on: 29 November, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr. Zubair Tayyab, Dr.Muhammad Atif Aslam Rao, “"Juristic deliberation of the Construction by a Grave – A Critical & Analytical Stud,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021):164-176

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

"بناء علی القبور" کی تشریعی حیثیت۔ ایک تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

Juristic deliberation of the Construction by a Grave – A Critical & Analytical Study

*ڈاکٹر زبیر طیب

**ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ

Abstract

Doubts about the construction of shrines of the Islamic scholars of the ummah and the righteous have been spreading for a long time. Legislative Status of Grave's Construction is one of the most divisive issues in the Islamic world. This issue is heard not only in India and Pakistan but throughout the Islamic world from east to west because it is obvious that wherever there are Muslims, there are graves of their deceased elders. This issue is being considered in every country and region of the Islamic world. This article highlights this issue with references from the majority of Imams and scholars of the four school of thoughts. In the light of these statements of the Imams, this discrepancy should be eliminated so that professional riots do not take place under the guise of construction of shrines.

Keywords: Grave's Construction, Legislative Status, construction of shrines

* ویزٹنگ لیکچرر، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، جامعہ کراچی

مذہب اسلام کی بنیادی اساس اللہ و رسول کریم ﷺ کے احکامات پر رضامندی اور اطاعت و فرمانبرداری ہے۔اطیعو اللہ واطیعو الرسول کا حکم سنتے ہی اپنی گردن جھکا دینااور سر تسلیم خم کر دینا دین کی بنیادی اساس ہے۔یہی وجہ ہے اسلام بمعنی "تسلیم " کے ہے یعنی قرآن و سنت کے احکام کو تہہ دل سے تسلیم کرنااور ان کے ہر امر، ہر حکم اور ہر فیصلے پر راضی ہونا اور کوئی دوسری رائے نہ رکھنا اسلام ہے۔ اسلام میں شریعت کے احکام کو ترجیح اور بنیادی مقام حاصل ہے۔جو شخص اللہ و رسول کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو تسلیم نہیں کرتا اور کوئی دوسری رائے رکھتا ہے وہ بلاشک وتردید دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ قرآن مقدس اس بات کی گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ"[1]

ترجمہ: جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام و قانون کے مطابق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں۔

نتیجتاً اسلام میں داخل شدہ ہر شخص کو شریعت کے دائرے میں رہ کر اپنی زندگی گزارنے اور بسر کرنے کا اختیار ہے اور اسی میں اس کی کامیابی مضمر ہے۔ قرآن و حدیث کی تمام تر تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ اصل کامیابی اخروی فوز و فلاح ہے۔ انسان مکمل شعور اور احساس کے ساتھ ایسے افعال حسنہ انجام دے جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو اور حضور ﷺ کا کامل اتباع اور مطیع و متبع ہو تو اسلام اسے کامیابی کی ضمانت دیتا ہے اور اسے اخروی طور پر کامیاب گردانتا ہے۔ اس لئے ہر مومن جس کا مطمح نظر آخرت ہو وہ ہر حال میں شریعت کے حکم کا فہم حاصل کر کے اخروی نجات حاصل کرنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اس صفت کو پیدا کرنے کے لئے اسلام نے کئی ذرائع اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان ذرائع میں حسن عمل، خود احتسابی، کسب حلال اور تذکیرہ آخرت جیسے اوصاف پیدا کرنے کا ایک آزمودہ اور سب سے موثر ذریعہ موت اور آخرت کے احوال و آثار کا ذہنی استحضار ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔"[2]

ترجمہ: ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تمہارے اجر پورے کے پورے تو قیامت کے دن ہی دیئے جائیں

گے پس جو کوئی دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ واقعتا کامیاب ہو گیااور دنیا کی زندگی دھوکے کے
مال کے سوا کچھ بھی نہیں۔

آیت کریمہ سے یہ بات اخذ کی جارہی ہے کہ آخرت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ دنیا کی کامیابی سوائے چند وقتی دھوکے کے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ قبور کی زیارت کا حکم دیا گیا تا کہ دنیا میں رہتے ہوئے ہمیں اپنی آخرت کا خیال محو نہ ہونے پائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ" [3]

ترجمہ: پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہے۔

حدیث مبارکہ میں اس بات کا واضح اشارہ موجود ہے کہ قبور کی زیارت بہت ضروری ہے تا کہ انسان کو اس کی آخرت یاد رہے کیونکہ قبور کی زیارت دنیا سے بے رغبتی کا سامان پیدا کرتی ہے۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ قبرستان میں جا کر وہاں یاد الٰہی اور یاد آخرت ہو مگر عہد حاضر میں معاملہ اس کی برعکس ہوتا چلا جارہا ہے۔ قبور کی تعمیرات اور مزارات کے بارے میں عوام الناس کے ذہنوں میں شدید شکوک وشبہات ہیں۔ جس کی وجہ سے ان مقامات پر بسا اوقات نزاع کا معاملہ بھی پیش آجاتا ہے۔ دین اسلام کی مکمل اور صحیح تشریح نہ ہونے کے باعث علمائے امت کے مزارات اور ان پر کی جانے والی تعمیرات کو بعض طبقات کی جانب سے مسلسل تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے نہ صرف امت میں تفریق کا عنصر قوی تر ہوتا جارہاہے بلکہ بزرگان دین اور قابل تقلید ہستیوں کی بے حرمتی بھی لازم آتی ہے۔

مقالہ ہذا میں کوشش کی گئی ہے کہ اس حوالے سے ایک تحقیق پیش کی جائے تا کہ اس معرکۃ الآراء مسئلہ کی تشریعی حیثیت واضح ہو سکے۔ بلاشبہ یہ مسئلہ عالم اسلام کے ان مسائل میں سے ایک ہے جن میں شدید اختلاف موجود ہے۔ اس اختلاف کی گونج صرف ہند و پاک میں ہی نہیں بلکہ پورے عالَم اسلام میں مشرق تا مغرب سنائی دیتی ہے کیوں کہ ظاہر سی بات ہے کہ جہاں کہیں بھی مسلمان موجود ہیں تو وہاں ان کے وَفات یافتہ بڑوں کی قبریں بھی موجود ہیں، اس لیے عالَم اسلام کے ہر ملک وہر خطے میں یہ مسئلہ زیر غور رہاہے اور اسی لیے تمام اہل علم کے ہاں اس مسئلے کا بیان موجود ملتا ہے۔ مقالہ ہذا میں اس حوالے سے جو افراط و تفریط کا معاملہ

درپیش ہے اس کی وضاحت کے لئے صحیح احادیث اور اس سے متعلق اہل علم محدثین وفقہاء کی آراء پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بناء علی القبور تعارف اور تشریح:

بناء علی القبور سے مراد یہ ہے کہ قبر پر کسی عمارت، نشان یا کسی خاص کا چبوترہ قائم کرنا۔ یا قبر کو پختہ کرنا اور قبر پر قبہ تعمیر کر کے وہاں بطور نشانی تختی لگانا۔ یہ سب بناء علی القبور کے تعارف میں داخل ہیں۔ بناء علی القبور کا مفہوم نہایت وسیع ہے۔ اس میں علمائے صلحاء کی قبور سے لے کر عام شخص کی قبور داخل ہیں۔ عوامی قبرستان کا حکم الگ اور خاص ذاتی ملکیت کا قبرستان ایک الگ حکم رکھتا ہے۔ بناء علی القبور پر ہمارے یہاں ایک نزاع کا عالم ہے۔ ایک فریق دوسرے کو اس بناء پر شرک کا مرتکب ٹھہراتا ہے جبکہ دوسرا فریق پہلے کو علماء و صلحاء کے مزارات کو تنقید کا نشانہ بنانے کی وجہ سے مطعون ٹھہراتا ہے۔ دونوں اطراف سے شدید افراط و تفریط کا معاملہ درپیش ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ سلف وصالحین کی تصریحات اور اقوال کی روشنی میں اس کا ایک مختصر مگر جامع احاطہ پیش کیا جائے تاکہ صورتحال واضح ہو جائے۔

بناء علی القبور یعنی قبر پر تعمیر کے بارے میں ایک حدیث شریف بنیادی اہمیت کی حامل ہے جسے امام مسلم نے "الصحیح" میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے:

"نھی رسول اللہﷺ ان یجصص القبر و ان یقعد علیه و ان یبنی علیه"[4]

رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے سے، اس کے اوپر بیٹھنے سے اور اس کے اوپر تعمیر سے منع فرمایا ہے۔

حدیث میں واضح طور پر یہ الفاظ آئے ہیں کہ قبر کو نہ تو پختہ کیا جائے اور اس کے اوپر تعمیر بھی نہ کی جائے یعنی عمارت نہ بنائی جائے۔ اسی سے ایک معرکۃ الآراء مسئلے نے جنم لیا جسے "مسئلہ بناء علی القبور" کہا جاتا ہے۔

بناء علی القبور کی ممانعت پر مختلف احتمالات:

حدیث میں ''بناء علی القبر'' کی جو ممانعت ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس بارے میں علمائے حدیث نے دو احتمال ذکر کیے ہیں:

پہلا احتمال یہ ہے کہ بناء علی القبر یعنی قبر پر تعمیر سے مراد خود قبر کو اونچا بنانا۔ یعنی زمین سے ملانہ دینا بلکہ کچھ اوپر کر کے اس کی تعمیر کر دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں مختلف علاقوں میں یہی طریقہ رائج ہے اور قبر کو اونچا کر کے تعمیر کیا جاتا ہے۔ ایک مناسب حد تک اونچائی رکھی جاتی ہے اور اونٹ کی کوہان کی مانند اسے بلند کیا جاتا ہے۔

جبکہ دوسرا احتمال یہ ہے کہ بناء علی القبر یعنی قبر پر تعمیر سے مراد قبر کے اِرد گرد کوئی عمارت یا چاردیواری اس طرح تعمیر کرنا کہ وہ قبر اس چار دیواری اور عمارت کے اندر آجائے، اکثر اہل علم کے ہاں یہی معنیٰ ملتا ہے اور جمہور فقہاء کرام کے کلام سے بھی یہی معنیٰ سمجھ آتا ہے کیوں کہ ان کے ہاں اس ممانعت کی ایک علت "تضییق" بتائی جاتی ہے کہ اگر قبر کے ارد گرد چار دیواری یا پوری عمارت تعمیر کی جائے تو اس سے دوسرے لوگوں کو وہاں اپنے وفات یافتگان کو دفن کرنے میں تنگی ہو گی اور ظاہر سی بات ہے کہ یہ بات اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب تعمیر قبر کے ارد گرد ہو کیونکہ خود قبر کو اونچا کرنے سے یہ تنگی پیدا نہیں ہوتی۔ چنانچہ امام نووی نے بحوالہ "شرح الترمذی" لکھا ہے:

"یحتمل ان المراد البناء علی نفس القبر لیرفع عن ان ینال بالوطء کمایفعله کثیر من الناس او ان المراد النهی ان یتخذ حول القبر بناء کمتربة او مسجد او مدرسة و نحو ذلک" [5]

ترجمہ: بناء علی القبر میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ خود قبر کو اونچا بنانا جیسا کہ بہت سے لوگ اس مقصد سے کہ قبرستان میں لوگ آمد و رفت کے وقت اس قبر کو نہ روندیں، اُسے اونچا بنا دیتے ہیں اور دوسرا احتمال یہ کہ قبر کے اِرد گرد کوئی تعمیر مراد ہو مثلاً قبر کے ارد گرد کوئی چار دیواری، یا مسجد یا مدرسہ وغیرہ۔

یہ دو احتمالات مذکورہ بالا حدیث شریف کے مصداق میں بیان ہوئے اور چنانچہ امام نووی نے اس احتمال میں سے دوسرے احتمال کو درست قرار دیا ہے چنانچہ لکھا ہے:

"وعلیه حمله النووی فی شرح المهذب۔" قال الشافعی و الاصحاب: یستحب ان لا یزاد القبر علی التراب الذی اخرج منه لهذا الحدیث لئلا یرتفع القبر ارتفاعا کثیرا۔" [6]

ترجمہ: امام نووی نے "شرح المھذب" میں اس حدیث کو اسی دوسرے معنیٰ پر محمول کیا ہے۔ امام شافعی اور اور ان کے اَصحاب نے کہا ہے کہ اس حدیث کی وجہ سے مستحب یہ ہے کہ قبر سے جتنی مٹی نکلی ہو اس سے زیادہ اس پر نہ ڈالی جائے تا کہ قبر بہت زیادہ اونچی نہ ہو جائے۔

امام نووی نے دوسرے احتمال یعنی قبور کے ارد گرد تعمیرات کا احتمال اختیار کیا ہے مگر یہاں امام شافعی اور دیگر اصحاب شافعیہ کے اس بیان کو غور سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا پہلا احتمال بھی درست ہے، اسی لیے تو انہوں نے اسی حدیث کی وجہ سے یہ کہا ہے کہ قبر کھودنے سے جتنی مٹی نکلی ہو پھر قبر کو بند کرتے وقت وہی مٹی اس پر ڈالی جائے، اس سے زیادہ نہ ڈالی جائے ورنہ قبر بہت اونچی ہو جائے گی اگرچہ ایک شبر کی مقدار اونچائی پھر بھی جائز ہے لیکن یہاں قابل غور نکتہ یہی ہے کہ امام شافعی اور دیگر اصحاب اس حدیث میں جس بناء علی القبر کی ممانعت ہے اس سے خود قبر کو اونچا بنانا مراد لے رہے ہیں۔ علامہ حطاب مالکی "مواہب الجلیل" میں امام ابن رشد مالکی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"قال ابن رشد البناء علی القبر علی وجهین:احدهما: البناء علی نفس القبر ، و الثانی البناء حوالیه فاما البناء علی القبر فمکروه بکل حال و اما البناء حوالیه فیکره ذلک فی المقبرة من ناحیة التضییق فیها علی الناس و لاباس به فی الاملاک۔"[7]

ترجمہ: امام ابن رشد مالکی کہتے ہیں قبر پر تعمیر کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک خود قبر پر کوئی چیز تعمیر کرنا یا قبر کو اونچا کرنا اور دوسرا قبر کے ارد گرد کچھ تعمیر کرنا۔ جہاں تک خود قبر پر کچھ تعمیر کرنے کی بات ہے تو یہ ہر حال میں مکروہ ہے اور قبر کے ارد گرد کچھ تعمیر کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ قبر عمومی قبرستان میں ہے تو یہ مکروہ ہے کیوں کہ اس سے دوسرے لوگوں کو تنگی ہوگی اور اگر وہ قبر اور اس کے ارد گرد بنائی جانے والی عمارت قبہ وغیرہ کسی کی اپنی ملکیت میں ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دونوں صورتوں کی وضاحت امام ابن رشد مالکی نے بیان کر دی ہے جس کے مطابق یہ واضح ہے کہ بناء علی القبور کے متعلق جو بیانیہ دیا جا رہا ہے وہ کس قدر غلط فہمی پر مبنی ہے حالانکہ اس مسئلے کی کس قدر واضح تفاصیل اسلاف کی تصریحات میں موجود ہے۔

بناء علی القبور کی دو صورتیں اور ان کا حکم:

مندرجہ بالا تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی کہ عمارت یا قبہ وغیرہ کسی کی ذاتی ملکیت میں ہو تو چونکہ مقاصد شریعت کا نقص پیدا نہیں ہوتا اس لئے وہاں تعمیرات کی اجازت ہے جبکہ کسی عام قبرستان میں حرج کی

بناء پر بہر حال مکروہ ہے۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ قبر جہاں بنائی گئی ہے اس جگہ کی حیثیت کے بدلنے سے بناء علی القبر کا حکم بھی تبدیل ہو گا یا نہیں؟ تعمیرات کی صورت میں حکم کی تبدیلی کی دو صورتیں ہیں۔

صورت اول:

قبر ایسی جگہ واقع ہو جو عمومی قبرستان کے لیے وقف ہو یا وقف تو نہ ہو لیکن لوگوں کی عادت یہ ہو کہ وہ اپنے وفات یافتگان کو اس جگہ دفن کرتے ہوں۔ پہلی قسم کی زمین کو "ارض موقوفہ" یعنی وقت شدہ زمین اور دوسری یعنی غیر وقف کو فقہی اصطلاح میں "ارض مسبلہ" کہتے ہیں۔ ان دونوں جگہوں میں سے ارض موقوفہ کا متفقہ حکم یہ ہے کہ یہاں قبر کے ارد گرد کوئی قبہ، مزار یا چار دیواری بنانا حرام ہے اور ارض مسبلہ کے بارے میں بھی صحیح قول یہی ہے کہ یہاں بھی ایسی تعمیر حرام ہے۔ چنانچہ علامہ حطاب مالکی "مواہب الجلیل" میں لکھتے ہیں:

"و اما الموقوف كالقرافة التی بمصر فلایجوز فیها البناء مطلقا و یجب علی ولی الامر ان یامر بهدمها حتی یصیر طولها ارضا و سماؤها ارضا"[8]

ترجمہ: جو زمین عمومی تدفین کے لیے وقف ہو جیسا کہ مصر کا قرافہ قبرستان تو اس میں کسی بھی قبر پر قبے وغیرہ کی تعمیر مطلقاً حرام ہے اور مسلمانوں کے حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے گرانے کا حکم دے تاکہ اس قبرستان کی لمبائی اور اونچائی سب زمین کے برابر ہو۔

اسی قول کی تائید بیشتر فقہائے اسلام کی طرف سے کی گئی ہے کیونکہ صورت بالا میں عام لوگوں کے منافع مجروح ہوتے ہیں اس کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے:

"و النهی فی البناء للكراهة ان كان فی ملكه و للحرمة فی المقبرة المسبلة" [9]

ترجمہ: قبر پر تعمیر کی جو ممانعت ہے اگر وہ قبر کسی کی ملکیتی زمین میں ہو تو یہ ممانعت کراہت پر محمول ہو گی اور اگر وہ قبر کسی عمومی قبرستان میں ہو تو یہ ممانعت حرمت پر محمول ہو گی۔

ملا علی قاری نے اس قول میں قبر کی ملکیتی زمین پر تعمیرات کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس میں بالکلیہ عوام الناس کے لئے حرج کم ہے جبکہ عمومی قبرستان میں تعمیرات کو قطعاً ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے لئے حرج کثیر ہے۔ اسی طرح شافعیہ میں سے علامہ ابن حجر ہیتمی فتاوی کبریٰ میں لکھتے ہیں:

"المعتمد كما جزم به النووى فى شرح المهذب حرمة البناء فى المقبرة المسبلة فان بنى فيها هدم و لا فرق فى ذلک بين قبور الصالحين و العلماء و غيرهم ... اما الموقوفة و المملوكة بغير اذن مالكها فيحرم البناء فيهما مطلقا قطعا"[10] ترجمہ: یقینی بات جیسا کہ امام نووی نے اسے یقینی قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ جو عمومی قبرستان ہو وہاں کسی قبر پر کچھ تعمیر کرنا حرام ہے اور اگر کچھ تعمیر کر دیا گیا ہو تو اسے گرایا جائے گا اور اس مسئلے میں صلحاء و علماء اور دیگر لوگوں کی قبروں میں کوئی فرق نہیں ہے اور اگر وہ زمین عمومی تدفین کے لیے وقف ہو یا کسی کی ملکیت ہو اور مالک نے قبر پر کچھ تعمیر کرنے کی اجازت نہ دی ہو تو ایسی دونوں جگہوں میں بھی قبر پر کچھ تعمیر کرنا مطلقا قطعی حرام ہے۔

یعنی اس قبر پر تعمیر اگر ہوئی تو صاحب قبر کون ہے اس کا اعتبار نہ ہو گا اور اس عمارت کا گرانا عین واجب ہے۔ ملا علی قاری نے اس کی عمارت کے گرانے کی تائید کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ولذ النقل فى المرقاة عن الازهاران النهى للحرمة فى المقبرة المسبلة ويجب الهدم وان كان مسجدا" [11]

ترجمہ: اسی لیے مرقات میں ازہار سے نقل ہے کہ عام وقفی قبرستان میں تعمیر حرام ہونے کی وجہ سے منع ہے اور اسے ڈھادینا ضروری ہے اگر چہ مسجد ہی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ کسی غیر شخص کی ملکیتی اراضی پر مسجد بھی اگر اس کی اجازت کے بغیر قائم کی گئی ہے تو فتوی اس قول پر ہے کہ اس مسجد کو گرادیا جائے چہ جائیکہ وہ قبر پر کی گئی تعمیر ہو۔

صورت ثانی:

وہ قبر جس شخص کی ملکیتی زمین میں ہو تو اسی مالک نے یا اس کی اجازت سے کسی اور نے اس قبر پر کوئی قبہ یا مزار وغیرہ تعمیر کرایا ہو۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ یا تو صاحب قبر کوئی نیک، متقی اور عالم و صالح شخص ہو گا یا پھر کوئی عام شخص ہو گا۔

علماء و صلحاء کی قبور پر تعمیرات کا حکم:

اول یہ کہ وہ صاحب قبر یا تو کوئی بڑا نیک اور بڑا عالم شخص ہو، تو ان کی قبروں پر یہ تعمیر مکروہ نہیں ہے۔ چنانچہ امام نووی "الروضۃ" میں لکھتے ہیں:

"یجوز للمسلم و الذمی الوصیة لعمارة المسجد الاقصی و غیره من المساجد و لعمارة قبور الانبیاء و العلماء و الصالحین لما فیها من احیاء الزیارة و التبرک بها" [12]

ترجمہ: کسی بھی مسلمان بلکہ ذمی کے لیے مسجد اقصی یا کسی اور مسجد اور اسی طرح اَنبیائے کرام علیہم السلام، اور علماء و صلحاء کی قبروں کی تعمیر اور آبادی کے لیے اپنے مال میں وصیت کرنا جائز ہے، کیوں کہ اس میں زائرین کے لیے کشش بھی ہے اور تبرک کا حصول بھی "

یعنی امام نووی علماء و صلحاء کی قبور کے بارے میں یہ حکم لگا رہے ہیں کہ تبرک اور زائرین کی زیارت کی بناء علماء اور صلحاء یعنی امت کے نیک لوگوں کی قبر پر تعمیرات کی اجازت ہے اگر وہ ملکیتی زمین کا مالک شخص اس کی صراحتاً اجازت دے دے۔ اسی کی تائید میں علامہ ابن عابدین شامی حنفی "رد المختار علی الدر المختار" میں لکھتے ہیں:

"و فی الاحکام عن جامع الفتاویٰ : و قیل لایکره البناء اذا کان المیت من المشایخ و العلماء و السادات قلت لکن هذا فی غیر المقابر المسبَّلة کما لا یخفی"[13]

ترجمہ: کتاب الاحکام میں جامع الفتاویٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ کہا گیا ہے کہ اگر میت مشائخ اور علماء اور سادات میں سے ہو تو اس کی قبر پر عمارت بنانا مکروہ نہیں ہے، میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ ان کی قبر عمومی قبرستان میں نہ ہو جیسا کہ یہ بات بالکل واضح ہے۔

علامہ شامی علمائے احناف کے بڑے ثقہ عالم و مفتی ہیں جن کے ہاں مشائخ امت اور علمائے اور سادات یعنی اولاد رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز ہے کہ ان کی قبور پر تعمیرات کی جائیں۔ اسی کی تائید ملا علی قاری نے بھی کی ہے:

"وقد اباح السلف ان یبنی علی قبر المشایخ والعلماء المشاهیر لیزورهم الناس و یستریحوا بالجلوس فیه" [14]

ترجمہ: سلف نے مشہور علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور اس میں بیٹھ کر آرام پائیں۔

مندرجہ بالا تحقیق یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچی کہ اسلاف کے ہاں علمائے امت اور مشائخ اور نیک ارواح کی قبور پر مزارات کی تعمیر جائز ہے۔ نہ صرف جائز بلکہ اکابرین امت کی تصریحات کے مطابق یہ اقدام احسن ہے کہ زائرین کے لئے اس میں بے حد سہولت ہے۔

عامی شخص کی قبر پر تعمیرات کا حکم:

جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ قبر جس شخص کی ملکیتی زمین میں ہو تو اسی مالک نے اس قبر پر کوئی قبہ یا مزار وغیرہ تعمیر کرایا ہو اور وہ صاحبِ قبر عام لوگوں میں سے ہو تو یہ عمارت بنانا مکروہ ہوگا حرام نہیں ہوگا۔ چنانچہ امام نووی "شرح مسلم" میں لکھتے ہیں:

"اما البناء علیه فان کان فی ملک البانی فمکروہ و ان کان فی مقبرة مسبلة فحرام" [15]

ترجمہ: قبر پر بنائی گئی عمارت اگر بنانے والے کی اپنی ملکیتی زمین میں ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر عمومی قبرستان میں ہو تو حرام ہے۔

اس کی تائید مواہب الجلیل سے بھی ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ امام ابن رشد مالکی سے سوال کیا گیا کہ ایسی قبر جس کی عمارت دس گز یا اس سے بھی زیادہ اونچی بنائی گئی تو کیا اسے گرانا اور اس بدعت کو بدلنا ضروری ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا:

"ان کان البناء علی نفس القبر فلایجوز و یھدم و ان لم یکن الا حوالیه کالبیت یبنی علیه فان کان فی ملک الرجل و حقه فلایھدم علیه" [16]

ترجمہ: اگر خود قبر کو دس گز یا اس سے زیادہ اونچا کر دیا گیا ہو تو یہ جائز نہیں ہے اور اس اونچے حصے کو گرا دیا جائے گا، اور اگر قبر کے ارد گرد کوئی عمارت بنائی گئی ہے مثلاً کمرہ بنا دیا گیا ہے تو اگر یہ جگہ اسی کمرہ بنانے والے کی ملکیت اور حق میں ہو تو اسے نہیں گرایا جائے گا۔

مذکورہ بالا عبارات اس بارے میں صریح ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی ملکیتی زمین میں کسی عامی شخص کی قبر پر تعمیرات کر دی ہیں تو یہ از روئے شریعت مکروہ تو ہوگا مگر حرام نہیں۔ اس کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ایک ایسی قبر جس پر کوئی عمارت موجود ہے اس زمین کا حال مجہول ہے، یعنی یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا وہ زمین وقف کی ہے یا کسی کی ملکیت میں ہے؟ تو مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ کسی نہ کسی کی مملوکہ زمین میں اس کی قولی یا حالی اجازت سے تعمیر کی گئی ہوگی اور جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ ایسی عمارت اگر عام آدمی کی قبر پر ہو تو مکروہ ہوگی مگر اسے گرایا نہیں جائے گا اور اگر وہ قبر کسی مشہور صالح اور عالم شخص کی ہو تو ایسی عمارت مکروہ بھی نہ ہوگی۔

خلاصۃ البحث:

- جو قبر بذات خود شرعاً جائز مقدار سے اونچی بنائی گئی ہو تو اس کی وہ اونچائی غیر شرعی ہے اور اس ضرورت سے زیادہ اونچائی کو ختم کیا جائے گا۔
- جو قبر کسی عمومی وقف قبرستان میں ہو اور خود اس قبر پر یا اُس کے ارد گرد کوئی عمارت مثلاً فقط چار دیواری یا کمرہ بنا دیا گیا ہو تو یہ حرام ہے اور اسے گرانا چاہئے، چاہے وہ قبر کسی عام آدمی کی ہو یا کسی بڑے نیک اور بڑے عالم کی کیوں کہ اس میں عام لوگوں کے لیے تنگی، اور ان کی حق تلفی پائی جاتی ہے۔ ہاں اگر کسی خاص خاندان یا قبیلے کے چند اَفراد کی قبریں ایک ساتھ ہوں اور وہاں مختصر سی علامتی چار دیواری یا پتھروں سے کچھ گھیراؤ بنا دیا جائے، جس سے دوسرے لوگوں کو اپنے وفات یافتگان کی تدفین میں تنگی و تکلیف نہ ہو، تو اس کی بھی گنجائش موجود ہے۔
- عام آدمی کی قبر جس پر کوئی عمارت، کوئی قبہ، مزار وغیرہ تعمیر کیا گیا ہو اور وہ زمین کسی کی ملکیت میں ہو اور پھر خود اس مالک نے یا اس مالک کی اجازت سے کسی اور نے اس قبر پر کوئی عمارت تعمیر کرائی ہو تو یہ تعمیر مکروہ ہے، مگر حکومت وغیرہ اسے گرائے گی نہیں کیونکہ یہ غیر کی ملکیت میں ایسا تصرف ہو گا جس کی شریعت کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔
- وہ قبر کسی صالح، کسی عالم یا سادات وغیرہ میں سے ہو، جہاں لوگ بکثرت زیارت وغیرہ کے لیے آتے ہوں اور وہ قبر کسی کی ملکیتی زمین میں ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کسی کی ملکیتی زمین ہے یا وقف زمین ہے اور اس پر عمارت خود مالک نے بنوائی ہو یا اس کی اجازت سے کسی اور نے بنوائی ہو تو یہ عمارت جائز ہے اور جب جائز ہے تو اسے گرانا جائز نہیں ہو گا۔
- جو حضرات مطلقاً بناء علی القبر کو حرام، ذریعہ شرک اور واجب الہدم سمجھتے ہیں، اُن کے "مستدلات" اور ان کے جوابات سے اس مختصر مقالہ میں تعرض نہیں کیا گیا بلکہ جمہور اہل السنۃ والجماعۃ مذاہب اربعہ کے اہل علم کے حوالہ جات سے اس مسئلے پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس سے اُن کے مستدلات کے بارے میں اجمالاً اتنا اشارہ مل رہا ہے کہ اُن کے استدلالات میں کہیں نہ کہیں کمزوری اور حدود سے تجاوز پایا جاتا ہے۔

تجاویز وسفارشات:

1. بناء علی القبور کے معاملے میں بے جا تنقید مختلف طبقات سے جاری وساری ہے اسے فی الفور بند کیا جائے تاکہ افتراق کا خاتمہ ہو۔
2. علمائے امت اور صالحین کے مزارات کی تعمیرات کے بارے میں شکوک وشبہات کو اسلاف کی تصریحات کی روشنی میں رفع دفع کیا جائے تاکہ مزارات کی تعمیر کی آڑ میں مسلکی فساد رونما ہوں۔
3. بناء علی القبور کی شرعی حیثیت کے لئے عوام الناس میں شعور اجاگر کیا جائے تاکہ نزاع کا خاتمہ ہو اور قبور کی
4. زیارت کے اصل مقاصد کی طرف رجحان اور توجہ رہے۔
5. حکومتی سطح پر اس حوالے سے شرپسند عناصر کی روک تھام کی جائے۔ تاکہ مزارات کی بے حرمتی کا سلسلہ دراز نہ ہو پائے۔
6. ائمہ مساجد، علماء کرام، اسلامی اسکالرز اور سول سوسائٹی ایک جامع لائحہ عمل تیار کریں اور مذکورہ مسئلہ پر سیمینارز کا انعقاد کیا جائے اور مفید لٹریچر شائع کیا جائے تاکہ امت میں اتحاد واتفاق کی راہ ہموار ہو اور تفریق کا خاتمہ کیا جاسکے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] المائدہ : 44۔

Al-Maeida: 44.

[2] آل عمران:185۔

Al-Imran: 185

[3] مسلم، ابن الحجاج القشیری ،الصحیح، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ﷺ ربه فی زیارة قبر أمه، بیت الأفکار، رقم: 976۔

Muslim, Ibn Alhajaaj Alqashiyriy ,Alsahi, Kitab Aljanayizi, Bab Astidhan Alnaby ,Biat Al Afkar, No: 976

[4] المسلم، الصحیح، فصل فی النہی عن تجصیص القبر والبناء علیه، الرقم:970۔

Muslim, Ibn Alhajaaj Alqashiyriy ,Alsahi, No : 970

[5] السیوطی، جلال الدین، حاشیة علی سنن النسائی، دار المعرفة، بیروت 1998ء، 4/168۔

Al-Suyuti, Jalal al-Din, Hashiya Ali Sunan al-Nisa'i, Dar al-Ma'rifah, Beirut 1998, 168/4

[6] النووی، ابی زکریا محی الدین بن شرف، المجموع شرح المہذب، المکتبۃ الارشاد، السعودیہ 1995ء، 5/296۔

ۃ Al-Nawawi, Abi Zakaria Mohi-ud-Din Bin Sharaf, Al-Majmoo 'Sharh Al-Mahdhab, Al

.Al-Irshad, Saudi Arabia 1995, 296/5

[7] حطاب مالکی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد، مواہب الجلیل، دار الفکر، بیروت 1380ھ، 2/209۔

Hattab al-Maliki, Shams-ud-Din Abu Abdullah Muhammad, Moahib al-Jalil, Dar al-Fikr, Beirut 1380 AH, 209/2

[8] ایضا، 2/213۔

Idib, 2/213.

[9] ملا علی قاری، مرقاۃ شرح مشکوۃ، باب دفن المیّت، مکتبہ امدادیہ، ملتان 2001، 4/67۔

Mullah Ali Qari, Marqaat Sharh Mishkat, Bab Dafan Al-Mut, Maktab Imdadia, Multan

.2001, 67/4

[10] ابن حجر، فتاوی کبری، دار احیاء التراث 1999ء، 3/343۔

Ibn Hajar, Fatwas Kubra, Dar-e-Ahya Al- Turas, 1999, 343/3.

[11] ملا علی قاری، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ، 4/69۔

Mullah Ali Qari, Marqaat Sharh Mishkat, 69/4.

[12] النووی، یحیی بن شرف، الروضۃ، دار القلم بیروت 1992ء، ص 671۔

Al-Nawawi, Yahya bin Sharaf, Al-Rawdha, Dar Al-Qalam Beirut 1992, p. 671.

[13] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار المعروف حاشیہ ابن عابدین، الناشر عالم الکتب 2008ء، 2/109۔

Ibn Abidin, Muhammad Amin bin Omar, Al-Muhtar Ala Al-Durr Al-Mukhtar Al-

.Maarouf, Hashiyah Ibn Abidin, Publisher Alam Al-Kutub 2008, 2/109

[14] ملا علی قاری، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، باب دفن المیّت، 4/69۔

Mullah Ali Qari, Marqaat Sharh Mishkat, 69/4.

[15] النووی، یحیی بن شرف، صحیح مسلم بشرح النووی، النشر موسسہ قرطبہ 1994ء، 3/64

Al-Nawawi, Yahya bin Sharaf, Al-Rawdha, Dar Al-Qalam Beirut 1992, p. 671.

[16] حطاب مالکی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد، مواہب الجلیل، 2/213۔

Hattab al-Maliki, Shams-ud-Din Abu Abdullah Muhammad, Moahib al-Jalil, 213/2